السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا کسی اسلامی حکومت کے لیے یہ بات جائز ہے کہ مزدور اور اس کے مالک کے معاملات میں مداخلت کرتے ہوئے مزدور کی تنخواہ، الاؤنس، چھٹی، ڈیوٹی کے اوقات یا اس جیسے دوسرے معاملات خود حکومت طے کرے ۔ کیونکہ اس دور میں مزدوروں کے ساتھ عام طور پر بڑی بے انصافی ہوتی ہے اور اکثر ان کو ان کے جائز حقوق نہیں مل پاتے ہیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

میں سب سے پہلے ایک اہم شرعی نکتے کی طرف قارئین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ۔ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا کام محض داخلی امن کو قائم رکھنا، بیرونی خطرات سے ملک کو محفوظ رکھنا ہے اور اقتصادی پالیسیاں طے کرنی ہیں ۔ حکومت کی یہ ذمے داری نہیں ہے کہ وہ مزدور اور اس کے مالک کے معاملات میں دخل دے ۔ یہ ایک غلط فکر ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے فرائض اور اس کی ذمے داریاں ان سب سے کہیں وسیع تر ہیں ۔ اسلامی حکومت کے فرائض میں ہر وہ پالیسی یا اقدام شامل ہے جس کے ذریعے عدل وانصاف قائم ہو، ظلم کی بیخ کنی ہو، لوگوں کو نقصان سے بچایا جائے اور لوگوں کے آپسی تنازعات کو طے کیا جائے تاکہ ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکے ۔ چنانچہ حکومت کی ذمے داریوں میں یہ بھی شامل ہے کہ مزدور اور اس کے مالک کے باہمی معاملات کی نگہداشت کرے اور اگر مزدور کی حق تلفی ہو رہی ہو تو اس کا حق دلوانے کے لیے کوئی ٹھوس قدم اُٹھائے ۔ میں اپنی بات کے لیے مندرجہ ذیل دلیلیں پیش کرتا ہوں :

1۔ حدیث شریف ہے :

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُول عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" (بخاری اور مسلم)

''تم میں سے ہر شخص ذمے دار ہے اور تم میں سے ہر ایک شخص اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے ۔ چنانچہ امامِ وقت بھی ذمے دار ہے اور اپنی رعیت کے معاملہ میں جواب دہ ہے ۔''

اس حدیث میں امام وقت یا بالالفاظ دیگر حکمران وقت کی ذمہ داریوں کو خاص اور محدود نہیں بلکہ عام اور لامحدود بتایا گیا ہے ۔ چنانچہ حکمران وقت اپنی رعایا کی تمام باتوں کا ذمہ دار ہے ۔ اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حکمران وقت صرف فلاں اور فلاں باتوں کا جواب دہ ہے بلکہ وہ اپنی رعایا کے تمام معاملات کا ذمہ دار ہے اور جواب دہ ہے ۔ اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الخطاب فرماتے تھے کہ اگر میرے دادا دریائے فرات کے اس پار بھی قتل کر دیے جائیں تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے میں اپنے آپ کو اس بارے میں جواب دہ تصور کروں گا ۔

2۔ لوگوں کی زندگی میں عدل وانصاف قائم کرنا اسلام کے عظیم ترین مقاصد میں سے ایک ہے ۔ اس عدل وانصاف کی خاطر رسولوں کی بعثت ہوئی ہے ۔ اللہ فرماتا ہے :

لَقَد أَرسَلنا رُسُلَنا بِالبَيِّنٰتِ وَأَنزَلنا مَعَهُمُ الكِتٰبَ وَالميزانَ لِيَقومَ النّاسُ بِالقِسطِ... ٢٥ ... سورة الحديد

"ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں"

دوسری آیت ہے :

إِنَّ اللَّهَ يَأمُرُكُم أَن تُؤَدُّوا الأَمٰنٰتِ إِلىٰ أَهلِها وَإِذا حَكَمتُم بَينَ النّاسِ أَن تَحكُموا بِالعَدلِ ٥٨ ... سورة النساء

"اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو ۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو"

ان دونوں آیات سے واضح ہے کہ رسولوں کی بعثت کا مقصد عدل وانصاف قائم کرنا ہے اور اللہ نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کے درمیان ایسا فیصلہ کیا جائے جو انصاف پر مبنی ہو اور جس کی امانت ہو یا حق ہو وہ اسے لوٹا دیا جائے ۔ یہ اللہ کا حکم ہے ۔ اگر مزدوروں کے حقوق محفوظ نہیں ہیں اور ان کی حق تلفی ہو رہی ہو تو یہ عدل وانصاف کے خلاف ہے اور اللہ کے حکم کی نافرمانی ہے ۔ اس لیے حکمران وقت کا فرض ہے کہ اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مزدوروں اور ان کے مالکوں کے درمیان عدل وانصاف قائم کرے ۔

3۔ اسلامی شریعت کا قاعدہ ہے کہ نقصان ہونے سے قبل نقصان کو روکنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں اور اگر نقصان واقع ہو جاتا ہے تو اسے دور کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے ۔ اسی لیے حدیث شریف میں ہے :

"لَاضَرَرَوَلَاضِرَارَ"

''نہ نقصان اٹھاؤاور نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ''

اس حدیث کی بنیاد پر اسلامی شریعت کے متعدد احکام وقوانین کی عمارت قائم ہے۔ چنانچہ اسلامی حکومت کے قوانین میں ایسا قانون ضرور ہونا چاہیے۔ جس کے ذریعے سے رعایا کو پہنچنے والے نقصان کو روکا جاسکے یا نقصان کی تلافی کی جاسکے۔

مذکورہ بالااُصول کی بنیاد پر فقہاء کرام نے چند فروعی قوانین وضع کیے ہیں مثلاً یہ کہ نقصان کی ہر حال میں تلافی کی جائے، کسی نقصان کی تلافی دوسرے نقصان سے نہیں ہوسکتی۔ عام لوگوں کے نقصان کو دفع کرنے کےلیے کسی خاص شخص کے نقصان کو برداشت کرنا چاہیے۔ بڑے نقصان کو دفع کرنے کےلیے چھوٹے نقصان کو برداشت کیا جاسکتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

4۔ اسلامی شریعت کی رو سے اسلامی حکومت کا دائرہ اختیار بہت وسیع ہے۔ اسلامی حکومت ہر وہ اقدام کرسکتی ہے اور ہر وہ پالیسی وضع کرسکتی ہے جو معاشرہ کے مفاد میں ہو،جس سے عدل وانصاف قائم ہو اور معاشرہ میں ظلم وفساد کی بیخ کنی ہو۔ شرط یہ ہے کہ کوئی بھی پالیسی قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔

اس وسیع دائرہ کار اور دائرہ اختیار میں یہ بھی شامل ہے کہ اسلامی حکومت بازار میں اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول کرے۔ مکانوں اور دکانوں کے کرایہ پر کنٹرول کرے اور مختلف خدمتوں کےلیے مزدوری یا اجرت کی تعین کرے۔ مصالح عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے قیمتوں، کرایوں اور اجرتوں کے تعین کےلیے اسلامی حکومت کوئی قانون بھی بنا سکتی ہے۔

غرض یہ کہ اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے معاشرہ میں مکمل عدل وانصاف کے قیام کےلیے اور ظلم وفساد کی روک تھام کےلیے واضح ترین اور مکمل ترین پالیسیاں پیش کیں۔ مثال کے طور پر ایک حدیث پیش کروں گا:

(أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ" (ابن ماجہ اور ترمذی"

''مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کردو۔''

ایک دوسری حدیث،بخاری شریف میں موجود ہے ان تین لوگوں کے سلسلے میں جن سے اللہ قیامت کے دن جھگڑا کرے گا۔ ان میں سے ایک:

"وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ"

''وہ شخص (ہے) جس نے کسی مزدور کی خدمت حاصل کی اور اس سے پورا کام لیا لیکن اسے مزدوری نہیں دی''

یہاں ایک اہم بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ اسلامی حکومت چاہے مزدوروں کے حقوق دلانے کےلیے کوئی قانون وضع کرے یا بازار کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کےلیے کوئی پالیسی بنائے یا مصالح عامہ کی خاطر کوئی اقدام کرے۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اس قانون پر تو عمل کرتے ہیں جو ان کی مرضی اور پسند کے مطابق ہو۔ لیکن اگر کوئی قانون ان کی مرضی، پسند یا مفاد کے خلاف ہوا تو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے اور عمل نہ کرنے کے سو بہانے نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے:

(السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ" (بخاری ومسلم"

''ذمہ داروں کی بات سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان شخص پر واجب ہے۔ اپنی پسند اور ناپسند سب میں با شرطیکہ اسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی شریعت اس بات کو پسند کرتی ہے کہ حکومت مزدوروں کی مزدوری کے تعین کے سلسلے میں مداخلت کرے۔ اگر اس کی ضرورت ہو اور مصالح عامہ کا تقاضا ہو اور اس غرض کےلیے ان ماہرین سے مدد لی جاسکتی ہے، جو عدل پر مبنی قوانین وضع کرسکتے ہوں۔ ان قوانین کا اطلاق صرف مزدوری اور اجرت پر نہیں ہوگا بلکہ ڈیوٹی کے اوقات، سالانہ اور ہفتہ واری چھٹی اور ان جیسے دوسرے معاملات پر بھی ہوگا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

اجتماعی معاملات، جلد:1، صفحہ:307

محدث فتویٰ